بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر سے ۷ روپے
فی پرچہ ۲ ۰ ر

جلد ۵ | ۲۰ اخاء ۱۳۳۵ ہش ۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء | نمبر ۳۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۳ اکتوبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

جلسہ سالانہ قادیان سے متعلق

اخبار پرتاپ (جالندھر) میں شائع شدہ ایک غلط خبر کی با دلائل تردید اندر کے صفحات پر ملاحظہ ہو

قادیان میں جماعت احمدیہ کا پینسٹھواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا

باوجود پاکستان سے زائرین کا باقاعدہ قافلہ نہ آسکنے کے ساڑھے چار سو پاکستانی زائرین شریک جلسہ ہوئے

ہندوپاکستان کے سینکڑوں نفوس کا اجتماع۔ پُرسوز دعائیں۔ ذکر الٰہی کی مجالس۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا روح پرور پیغام۔ علمائے سلسلہ کی پُر از معلومات تقاریر اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے کرشمے!

قادیان ۱۸ اکتوبر۔ قادیان میں جماعت احمدیہ کا پینسٹھواں جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۲، ۱۳، ۱۴ اکتوبر نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ اگرچہ اس دفعہ جلسہ سالانہ قادیان دسہرہ کی تاریخوں میں منعقد ہونے کی وجہ سے پاکستان سے آنے والے باقاعدہ قافلہ کی اجازت حکومت ہند سے نہ مل سکی۔ تاہم انفرادی طور پر ۴۳۴ پاکستانی زائرین جن کے پاس پہلے سے پاسپورٹ تھے شریک جلسہ ہوئے۔ ان میں ایک شامی اور ایک افریقن احمدی دوست بھی تھے۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے ۱۵۳ احباب تشریف لائے۔ اور بعض معززین جو ذاتی طور پر شریک جلسہ نہ ہو سکے نے جلسہ کی کامیابی کے بارہ میں اپنی نیک خواہشات کے پیغامات بھجوائے

جلسہ سالانہ کے انتظامات

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ و افسر جلسہ سالانہ قادیان کی نگرانی میں جلسہ کی تاریخوں سے کافی عرصہ پہلے جملہ ضروری انتظامات شروع کر دیئے گئے تھے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے جلسہ کا پروگرام بڑے پوسٹر پر شائع کر کے مختلف جماعتوں میں بھیجا گیا اور سینکڑوں معززین کو جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ مہمانان کرام کے قیام و طعام کے لئے حسب دستور سابق تسلی بخش طور پر انتظام کیا گیا۔ چنانچہ غیر مسلم دوستوں کے لئے مہمانخانہ میں اور دیگر مہمانان کرام کے اجتماعی قیام کے لئے مدرسہ احمدیہ تعلیم الاسلام سکول کی عمارات میں مردوں کے لئے اور احاطہ مرزا گل محمد صاحب مرحوم (جہاں آجکل احمدیہ گرلز سکول ہے) میں مستورات کے ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا

علاوہ ازیں متعدد درویشان کے رہائشی مکانات میں بھی فیملیز اور انفرادی مہمانوں کے قیام کا انتظام موجود تھا اور ہر درویش نے پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ اپنے معزز مہمانوں کی خدمت کا فریضہ ادا کیا۔ اور رات دن ان کے آرام کے لئے کوشاں رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مہمانوں کی آمد

اگرچہ جلسہ کی مقررہ تاریخیں ۱۲، ۱۳، ۱۴ اکتوبر تھیں۔ لیکن زیارت مقامات مقدسہ اور ان میں دعاؤں اور عبادات کی غرض سے احباب جماعت چند روز قبل ہی سے اپنے روحانی مرکز میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ چنانچہ مورخہ ۱۱ اکتوبر تک کل مہمانوں کی تعداد ۲۶۹ تھی اور جلسہ کے تین ایام میں ۲۲۷ مزید مہمان (جو آخری دن تک تشریف لاتے رہے) شریک جلسہ ہوئے یہ دوست مغربی پاکستان کے اضلاع سیالکوٹ۔ لاہور۔ شیخوپورہ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ جھنگ۔ گجرات۔ پشاور منٹگمری۔ جہلم۔ سرگودھا۔ نیز مشرقی پاکستان سے تشریف لائے۔ اسی طرح بھارت کے مختلف علاقہ جات یوپی۔ پیپسو۔ جموں و کشمیر۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ مدراس۔ مالابار۔ حیدرآباد۔ بمبئی۔ میسور کے دوست بھی جلسہ میں شمولیت کی خاطر قادیان پہنچے۔ اس طرح دس بارہ روز احمدیہ محلہ میں خاص چہل پہل رہی جو جلسہ سالانہ کی پرانی یاد کو تازہ کر رہی تھی۔

موسم کی خرابی

اگرچہ ماہ اکتوبر کے ابتدائی دنوں میں موسم نہایت خوشگوار تھا لیکن جلسہ کی مقررہ تاریخوں سے قریب ایک ہفتہ پیشتر بارشوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس سے علاقہ کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ مورخہ ۱۲ اکتوبر کی شام سے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ریل کی آمد و رفت بند ہو گئی لیکن پھر مورخہ ۱۴ اکتوبر کو چار بجے شام کی گاڑی قادیان پہنچی۔ اور اگلے روز گاڑیوں کی باقاعدہ آمد شروع ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک

اگرچہ بیشتر مہمانان کرام بروقت دار الامان میں پہنچ چکے تھے۔ لیکن بارہ اکتوبر کی شام کو چونکہ شدید بارش ہوئی اس سے ٹرین کی آمد و رفت بند ہو گئی اور پچاس پاکستانی احباب پر مشتمل ایک گروپ کو جس کے ہمراہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور بھی تھے رات بٹالہ میں رکنا پڑا۔ مکرم شیخ صاحب کی طرف سے بذریعہ فون اس امر کی اطلاع ملنے پر قادیان سے تین درویش مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرزا محمود احمد صاحب اور محمد یوسف صاحب گجراتی کو رات گیارہ بجے سائیکلوں اور ایک تانگہ پر مہمانوں کا کھانا اور پارچات دے کر بٹالہ بھیجا گیا۔ اور یہ جملہ احباب اگلے روز صبح ۱۱ بجے تانگوں پر بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت قادیان پہنچ گئے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت کے کرشمے

اگرچہ حسب دستور سابق اس سال بھی احمدیہ جلسہ گاہ میں سالانہ جلسہ کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا تھا۔ لیکن مسلسل بارشوں کے باعث جلسہ گاہ میں کیچڑ اور پانی تھا اس لئے پہلے روز کے دونوں اجلاس مسجد اقصیٰ ہی میں منعقد ہوئے۔ البتہ غیر مسلم دوستوں کے بآسانی شریک جلسہ ہو سکنے کے پیش نظر مسجد کا بڑا گیٹ کھول دیا گیا۔ اس طرح ایسے دوستوں کی ایک کافی تعداد ہمارے جلسہ کی رونق کا باعث بنی۔ اور سب نے اطمینان، سکون اور توجہ سے تقاریر کو سنا۔ حاضرین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

اس روز اللہ تعالیٰ کا مزید فضل یہ ہوا کہ بارش تھم گئی اور گو ابتداء میں مطلع ابر آلود تھا تاہم جلدی دھوپ نکل آئی۔ اور موسم خوشگوار ہو گیا۔ جلسہ گاہ کا میدان نسبتاً خشک ہو گیا۔ درویشان نے راتوں رات ہی جلسہ گاہ میں شامیانے لگا دیئے سٹیج تیار کر دیا۔ اور اس طرح جلسے کے دوسرے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
۲۰ راکتوبر ۱۹۵۶ء

احمدیوں کے سالانہ جلسہ میں کسی مہاپرش کو ہرگز نازیبا الفاظ میں یاد نہیں کیا گیا

اخبار پرتاپ (جالندھر) کی ایک غلط خبر کی تردید

قادیان میں منعقدہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے بارہ میں اخبار پرتاپ (جالندھر) مجریہ ۱۹ راکتوبر میں ایک غلط اور بے بنیاد خبر شائع ہوئی ہے۔ جس سے فرقہ دارانہ منافرت کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ خبر کا ابتدائی حصہ یہ ہے:-

"گذشتہ دنوں قادیانی احمدیوں کی طرف سے مورخہ ۱۲ ر۱۳ ر۱۴ راکتوبر کو سالانہ جلسہ کیا گیا۔ جس میں ہندوستانی و پاکستانی قادیانی مبلغوں کی طرف سے ہندوؤں کے مہاپرشوں کے بارہ میں نہایت کمینہ اور نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے۔ یہاں تک کہ پاکستانی مبلغ مولوی عبدالعطاء جالندھری نے ہندو سکھوں کو احمدیہ جماعت کا شکار ظاہر کیا۔"

جہاں تک اس خبر کے پہلے حصہ کا تعلق ہے یہ خبر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور صرف ایسے ہی لوگوں کے اپنے دماغ کے اختراع ہے جو نہیں چاہتے کہ ہندو مسلم خوشگوار تعلقات (جس کی عمدہ مثال قادیان اور اس کے مضافات میں موجود ہے) قائم رہ کر ہمارا ملک شکھ اور چین سے ترقی کی طرف قدم بڑھائے۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ ایسی باتوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو ملک میں فرقہ دارانہ منافرت پھیلائیں اور ایک جماعت کو دوسری کے خلاف کرنے میں ممد و معاون ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ ایک خالص روحانی اور مذہبی جماعت ہے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ایک بہت بڑا اصول جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کرنا ہے۔ وہ عقیدۃً کسی دوسرے کے مذہبی راہنما کو صرف اسی مذہب کا پیشوا نہیں سمجھتی بلکہ اسے اپنا بھی ایک بزرگ اور قابل صد احترام قرار دیتی ہے اور اسی اصول پر یہ جماعت عرصہ پچاس سال سے جبکہ اس جماعت کی بنیاد پڑی قائم ہے۔ جو شخص اس جماعت کے اس بنیادی اصول کے خلاف کوئی بات اس کی طرف منسوب کرتا ہے وہ سراسر افترا سے کام لیتا اور اس جماعت پر ظلم کرتا ہے خدا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے حسب ذیل الفاظ کو پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ کیا ان ہدایات کے ہوتے ہوئے کسی احمدی مقرر اور مبلغ کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ آپ کے سٹیج پر اپنے ہی پیشوا کی ہدایات کے خلاف اظہار خیال کرے اور ایسی بات منہ پر لائے جس سے کسی مذہبی پیشوا کی توہین یا اس کی قابل صد احترام ہستی پر کسی طرح کا حرف آتا ہو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں۔ اور ایک زمانہ اُن پر گذر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے"۔

(تحفہ قیصریہ صہ)

پس ہم اس مختصر نوٹ کے ساتھ سنجیدہ مزاج غیر مسلم حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ اخبار پرتاپ میں شائع شدہ خبر میں قطعاً کوئی صداقت نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے اس سالانہ جلسہ میں دنیا بھر کے جملہ پیشوایان مذاہب کے حق میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان سب گذرے ہوئے بزرگوں کے نیک نمونہ پر عمل پیرا ہونے اور ان کے بتائے ہوئے روحانی طریق کو اپنانے کی تلقین کی گئی تھی۔ ہمیں سخت افسوس ہے کہ جس محبت اور دلی درد کے ساتھ اپنے اہل وطن حضرات کو روحانیت کی طرف متوجہ کیا گیا تھا (جس کا نہایت نیک اثر سنجیدہ طبقہ پر پڑا ہے) بعض ناسمجھ لوگ اس پر صحیح طور پر تجاوز کرنے کی بجائے اُسے کو وجہ منافرت بنا رہے ہیں!!

باقی یہ جو کہا گیا ہے کہ گویا مولانا ابوالعطاء صاحب نے (اخبار پرتاپ کی خبر میں مولانا کا نام غلط درج کیا گیا ہے) اپنی تقریر میں ہندو سکھوں کو احمدیہ جماعت کا شکار ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ بھی درست نہیں مولانا موصوف نے اپنی کسی تقریر میں بھی ایسا نہیں کہا۔ ہم نے خود مولانا کی تقریر کے نوٹ لئے جو انشاء اللہ آئندہ شائع کئے جائیں گے۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ مولانا ابوالعطاء صاحب کی طرف اس بات کا منسوب کرنا قطعاً غلط ہے۔ اس کے باوجود ہم اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر احمدیوں کے جلسہ میں کسی مقرر نے ایسا کہا بھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ گویا احمدیہ جماعت طاقت اور قوت کے بل بوتے پر یا مار دھاڑ کر کے ہندوؤں اور سکھوں کو احمدی بنا لے گی کیونکہ یہ بات تو خود احمدی نقطۂ نگاہ سے ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔ اسی لئے کہ ہم لوگ تو ہمیشہ سے ہی اس بات کو پیش کرتے آئے ہیں کہ مذہب کا معاملہ دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جس میں کسی جبر و تشدد کا کوئی دخل نہیں۔ ہاں دلائل اور براہین کے ذریعہ کسی کو اپنے اصول کا قائل کر لینا اور اُسے اپنا ہم خیال بنا لینا جبر اور تشدد میں داخل نہیں۔ اور اسی رنگ پر مذہبی پرچار کی آزادی بھارتی ودھان میں دی گئی ہے۔

نہ صرف آج بلکہ ابتداء ہی سے ہماری جماعت کا یہ دعوے ہے کہ پریم اور محبت کے ساتھ بیان کردہ دلائل کے ذریعہ ہم لوگ نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا پر غالب آئیں گے اور یہ غلبہ کسی قسم کے جبر و تشدد سے حاصل نہ ہوگا بلکہ ہماری طرف سے پیش کردہ اُن مذہبی اصولوں کی ذاتی جاذبیت اور کشش سے ہوگا جس کے ذریعہ پہلے پہل اسلام دنیا میں پھیلا۔ اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔

ہمارے مقررین بلکہ خصوصیت سے مولانا ابوالعطاء صاحب جن کی طرف اس فقرہ کو غلط طور پر منسوب کیا گیا نے متعدد بار صاف اور واضح لفظوں میں کہا کہ ہم دنیوی حکومت کے طالب نہیں۔ یہ دنیوی حکومتیں آپ کو مبارک ہوں ہم لوگ جو چاہتے ہیں وہ دلوں پر کی جانے والی حکومت ہے جسے محبت و الفت اور دلائل کی مضبوطی اور جاذبیت سے دلوں پر قائم کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہمیں اپنے دلائل پر پورا یقین اور اعتماد ہے۔ اس لئے ہم صاف کہتے ہیں کہ جلد یا بدیر نہ صرف ہندوستان کے باشندے بلکہ تمام دنیا ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گی۔ اور اُسے اسلام کے جھنڈے تلے حقیقی امن اور شکھ نصیب ہوگا۔

پس کسی احمدی مقرر کا اپنی تقریر میں دوسروں کے بارہ میں شکار کا لفظ بولنا اسی مفہوم کا حامل ہے۔ اس سے زیادہ نہیں

ہمیں یقین ہے کہ اس وضاحت کے ہوتے ہوئے ہر سنجیدہ مزاج آسانی سے بات کی تہہ تک پہنچ جائے گا۔ اور اُسے خبر کی صحت و عدم صحت کے بارہ میں فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہ رہے گی۔

بالآخر ہم گذارش کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں کسی معاملہ میں جلد بازی سے کام نہ لیتے ہوئے پورے غور و فکر کے بعد اپنے قلم کو حرکت میں لائیں یا ایسی بے بنیاد اور سراسر غلط خبروں کو اپنے اخبارات میں جگہ دیں جس کے نتائج فرقہ دارانہ منافرت کا موجب ہوں تعمیر وطن کے سلسلہ میں اخبارات کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جس سے عہدہ برآ ہونا نہایت ضروری ہے!!

درخواستہائے دعا

(۱) اللہ تعالیٰ نے مکرمی عبدالکریم صاحب احمدی بمقام منگلور کو مورخہ ۱۶/۹/۵۶ بروز اتوار بوقت ۱۱½ بجے صبح پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم امام حسین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منگلور کا نواسہ ہے۔ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو خادم دین اور لمبی عمر والا بنائے۔ آمین۔

خاکسار عبدالمنان سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ منگلور علاقہ کرناٹک

(۲) احباب جماعت سے درخواست ہے کہ میرے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے۔

قادیان میں احمدیوں کا پینسٹھواں سالانہ جلسہ

اخبار پرتاپ کی بے بنیاد اور شر انگیز خبر

فتنہ پرداز اور امن شکن عناصر کی شر انگیزی

قابل توجہ حکومت ہند و پنجاب

(از جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

یہ خدا کا شکر ہے کہ قادیان اور گرد و پیش کے علاقہ کی فضا جو ۱۹۴۷ء میں انتہائی طور پر پُر خطر تھی۔ حکومت ہند اور پنجاب کے سنجیدہ اور ملک کے بہی خواہ افسران کی متواتر کوششوں سے بہت حد تک پُر امن اور ساز گار ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے بین الاقوامی مرکز میں تمام دنیا کے احمدی آ جا سکتے ہیں۔ اور جب وہ مرکز احمدیت میں بسنے والے احمدیوں کو آرام اور سہولت میں پاتے ہیں تو ان کے دل خود خوش ہوتے ہیں اور اسی خوشی کی لہریں دنیا کے گوشے گوشے میں ملکی حکومت کے حق میں ارتعاش پیدا کرتی ہیں۔ جہاں پنڈت شری جواہر لعل نہرو وزیر اعظم ہند کی قیادت میں افسران حکومت کی مدد سے ہمارے ملک کی فرقہ وارانہ فضا کو مسموم ہونے سے بچاتی ہے وہاں فرقہ وارانہ ذہنیت کے لوگ جو در اصل ملک کے دشمن اور غدار ہیں آئے دن مذہبی اور قومی بنیادوں پر انشقاق اور افتراق کی لہریں پھیلاتے رہتے ہیں

قادیان میں گزشتہ آٹھ نو سال سے اسی قسم کی فتنہ انگیزی کی جا رہی ہے۔ اور جب [illegible] مرکز احمدیت اور اس کے ماحول کی [illegible] اچھی ہو جاتی ہے۔ شر پسند لوگ اپنی سرگرمیاں تیز کر دیتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ افسران حکومت کی طرف سے ان شرارتوں کا سدِ باب کرنے کے لئے ایسے لوگوں کو کئی دفعہ وارننگ دی جا چکی ہے وہ پھر بھی باز نہیں آتے۔ اور احمدیہ جماعت اور اس کے مرکز کے خلاف شورش پھیلانے اور فتنہ انگیزی کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی شاخسانہ کھڑا کرتے رہتے ہیں۔

امسال قادیان کا جلسہ سالانہ بجائے دسمبر میں کرسمس کی تعطیلات کے موقعہ پر ہونے کے ہندوستانی جماعتوں کی سہولت کے پیش نظر دسہرہ کی تعطیلات میں ۱۲ اور ۱۳ اکتوبر کو ہوا۔ حکومت اپنے مصالح کی بنا پر پاکستان سے آنے والے احمدی قافلے کو اس موقعہ پر آنے کی اجازت نہ دے سکی۔ لیکن جن احمدیوں نے انفرادی طور پر پاسپورٹ اور ویزے حاصل کئے ہوئے تھے۔ اُن کو حکومت نے بخوشی قادیان آنے کی اجازت دے دی۔ اور خدا کے فضل سے ساڑھے چار سو کے قریب احمدی جن میں پاکستانی احمدیوں کے علاوہ بیرونی ممالک کے احمدی بھی شامل تھے۔ جلسہ میں شریک ہوئے۔ یہ تعداد جو گزشتہ جلسوں سے بہت بڑھ کر تھی اور جس کے آنے سے ہماری ملکی حکومت کی رواداری اور مصلحت اندیشی کے متعلق بین الاقوامی طور پر اچھا اثر پڑتا تھا ملک و قوم کے دشمنوں کو ایک آنکھ نہ بھایا اور اُن میں سے بعض شر پسند عناصر نے ناواجب اور ناروا باتیں ہمارے جلسے کے خلاف کہنی اور شائع کرنی شروع کر دیں۔

چنانچہ قادیان میں انہی لوگوں نے جن میں سے بعض کو امن شکن حرکات کی وجہ سے گورنمنٹ کی طرف سے متعدد بار وارننگ دی جا چکی ہوئی ہے جلسے کر کے پُر امن فضاء کو بگاڑا جا رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے مقررین کے خلاف بے بنیاد جھوٹے اور اشتعال انگیز الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں اخبار پرتاپ مورخہ ۱۹ [illegible] ۵۶ میں بھی ایک شر انگیز نوٹ شائع ہوا ہے جس کا عنوان

قادیان میں احمدیوں کے جلسہ میں ہندو رہنماؤں پر کمینے حملے
پاکستانی مولوی نے اشتعال انگیزی کی انتہا کر دی ہندو سکھوں میں بھاری غم و غصہ

ہے۔ افسوس ہے کہ اس خبر میں ذرہ بھر صداقت نہیں۔ اس نوٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ (الف) جلسہ سالانہ میں ہندوستانی اور پاکستانی احمدیوں نے ہندوؤں کے مہا پرشوں کے خلاف نہایت کمینہ اور نازیبا الفاظ استعمال کئے

(ب) پاکستانی مبلغ مولوی ابو العطاء جالندھری نے ہندو سکھوں کو احمدیہ جماعت کا شکار ظاہر کیا (ج) شہر میں ان تقاریر سے سخت غصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ متعدد سنستھاؤں کی طرف سے ان کے خلاف ریزولیوشن پاس کر کے متعلقہ حکام کو بھیجے جا رہے ہیں۔ تاکہ ان تقاریر کی روشنی میں احمدیہ جماعت کے خلاف کارروائی کی جائے

احمدی جماعت کی دو خصوصیات

قبل اس کے کہ مذکورہ بالا امور کے متعلق کچھ روشنی ڈالی جائے یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ احمدیہ جماعت دو خصوصیات میں ممتاز اور مشہور ہے اور اپنے اور بیگانے سب اس کے معترف ہیں۔ اول یہ احمدی عقیدۃً سب مذہبی پیشواؤں کا احترام اور تعظیم ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسرے احمدی جس حکومت میں بھی رہتے ہیں اس کے قانون کے پابند اور ہر قسم کی امن شکن اور عدم تعاون کی تحریکات سے مجتنب رہتے ہیں۔ اور اُن کا ایسا کرنا کسی پالیسی یا مصلحت کی بنا پر نہیں بلکہ مذہبی عقیدہ کے طور پر ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند ایک باخبر اور مشہور ملکی اخبارات کی آراء ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔

بعض غیر مسلم منکرین کی آراء

اخبار سٹیٹسمین دہلی اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء میں لکھتا ہے:۔

"احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابند قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوئی ہے۔ گو فرقہ وارانہ فسادات میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ صاف رکھے۔

حکومت ہند کو چاہئے کہ امن اور انسانیت کے مفاد کے پیش نظر اس خالص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے۔ کیونکہ مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی دنیا سے مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور برتری حاصل کرانے میں ایک اہم پارٹ ادا کرے گی"

اخبار ہندوستان ٹائمز مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء میں تحریر ہے کہ:۔

"سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔

احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ ضمیر اور امن کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے"!

روزنامہ الجمعیت جالندھر مورخہ ۱ مئی ۱۹۵۳ء میں تحریر ہے:۔

"ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ قادیان کے معزز افراد ان تعلقات محبت کو مضبوط کرنے کے لئے پے در پے سکھ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا سلوک کر رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی انہوں نے کئی دفعہ اپنے تعاون اور محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے ان کے ایسے سلوک سے ہم ان تلخ باتوں کو جو تقسیم ملک کے وقت ہمارے سامنے آئیں بھولتے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پیشتر چند شرارت پسند لوگوں نے ہمیں احمدیہ جماعت کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ہم حقیقتاً اس رواداری اور [illegible] جماعت سے بدظن تھے لیکن اب اس جماعت کو قریب سے دیکھنے سے اور اس سے پریم بڑھانے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جماعت کے لوگ بہت ہی بااخلاق اور روادار ہیں۔ اور بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ ایسے

ہے کہ ایسے لوگوں سے ہی دوبارہ محبت اور سلوک پیدا ہوگا اور آپس میں جھگڑا اور فساد مٹ جائے گا۔"

مندرجہ بالا آراء جو ہندوستان کے مشہور ہندو اور سکھ اخبارات میں احمدیہ جماعت کے متعلق شائع ہو چکی ہیں۔ اور جو ملک کے بہی خواہ معززین نے ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر لکھی ہیں۔ اخبار پرتاپ کی شر انگیز خبر اور خبارات کے بعض امن شکن اور فرقہ دارانہ ذہنیت کے عناصر کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ اور اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں تاہم اس خیال سے کہ ناواقف لوگوں میں اس زہر آلود پراپیگنڈا کا کوئی اثر نہ ہو۔ ذیل میں ضروری امور کے متعلق چند سطور لکھی جاتی ہیں:-

(۱) یہ اعتراض کہ احمدیہ جماعت کے مقررین نے ہندوؤں کے جاپرشوں کے خلاف کینہ اور نازیبا حملے کئے جس قدر حقیقت سے دور ہے۔ وہ احمدیہ جماعت کی اس تعلیم اور اصول سے ظاہر ہے۔ جس کا اعتراف غیروں نے بھی محولہ بالا شائع شدہ بیانوں میں کیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین جو دراصل درپردہ ملک کے دشمن ہیں۔ اور اس کو نقصان پہنچانے کے لئے فرقہ وارانہ منافرت کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پر ہندو اور سکھ روحانی پیشواؤں کی ہتک کا الزام لگا کر ہماری قلبی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ اگر ہمارے کسی مقرر نے تقریر میں اپنے روحانی پیشوا کے متعلق جس کو وہ پاک اور معصوم اور برگزیدہ سمجھتا ہے۔ یہ کہا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور اخلاقی کام کو سرانجام دینے کے لئے شری کرشن جی کا مثیل بن کے آیا ہے تو اس میں شری کرشن جی مہاراج کی کونسی بے ادبی ہوتی ہے انہی معترضین میں سے جنہوں نے قادیان میں جلسہ کرکے اور بے بنیاد الزام لگا کر فضا کو مکدر کرنا چاہا ہے۔ بہت سے ایسے ہیں۔ جو اپنے بیٹوں اور عزیز رشتہ داروں کے نام کرشن اور رام رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتے کہ ایسے لوگوں سے موسوم اشخاص کرشن جی یا رام چندر جی کی صفات کے مالک

ہوں گے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایسے نام رکھے جانے والوں میں سے کوئی چور، ڈاکو، زانی اور فاسق نکل آئے۔ اگر شری کرشن جی اور رام چندر جی کے نام لیواؤں کا اپنے عزیزوں کا کرشن اور رام نام رکھنا ان کی شری کرشن جی اور رام چندر جی کے ساتھ محبت کا آئینہ دار ہے۔ تو احمدیہ جماعت اگر اپنے روحانی پیشوا کو جسے وہ خدا کا اوتار اور برگزیدہ یقین کرتی ہے۔ شری کرشن جی کی صفات کا مظہر سمجھتی ہے تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ ہندوؤں کے لئے قابل فخر ہے کہ ان کے جاپرش کو ہم بھی برگزیدہ مانتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ان کا مثیل یقین کرتے ہیں۔

شری گورو نانک صاحب کے متعلق قادیان کے مخالف جلسہ میں احمدیہ جماعت کے مقررین کی طرف یہ منسوب کیا گیا۔ کہ گویا انہوں نے یہ کہا ہے۔ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ گورو نانک ہیں یا ان سے بڑے ہیں۔ وہ ہزارہا لوگ جو ہماری تقاریر کو سن رہے تھے اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارے کسی مقرر نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ جو کچھ کہا گیا وہ صرف یہ تھا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ شری گورو نانک صاحب کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں جس میں انہوں نے رگنہ بٹالہ میں لکھت کبیر سے ایک بڑے گورو کے آنے کی خبر دی تھی۔ ان الفاظ سے شری گورو نانک صاحب کی ہتک سوائے شرارت پسند عنصر کے اور کسی کے ذہن میں نہیں آسکتی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر کسی روحانی پیشوا کی کوئی پیشگوئی پوری ہوتی بتائی جائے تو اس سے اس روحانی پیشوا یا مہاپرش کا منجانب اللہ اور سچا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کچھ اور۔

افسوس ہے کہ ان الفاظ کو جو سراسر ان مہاپرشوں کی عزت و تکریم کے لئے استعمال کئے گئے تھے فرقہ وارانہ ذہنیت کے لوگ نامناسب طور پر اچھال کر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیلا رہے ہیں۔

ایک اور غلط الزام

جماعت احمدیہ کے عالم جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری نے (جنکو اخبار میں غلط طور پر عبد العطا لکھا گیا ہے) ہرگز "شکار" کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ اس کے ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا ہے۔ مخالفین نے یہ بے بنیاد بات ایک پاکستانی معزز احمدی کے خلاف اس لئے لکھی ہے کہ احمدیہ جماعت کے جلسہ میں پاکستانی احمدیوں کی شرکت کے متعلق اعتراض پیدا کیا جائے۔ مکرم مولوی ابو العطاء صاحب اس سے قبل کئی دفعہ قادیان آ چکے ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر بھی متعدد دفعہ تقریریں کر چکے ہیں۔ وہ مصر۔ فلسطین اور شام میں بھی سالہا سال تک علمی خدمات بجا لاتے رہے ہیں اور اپنی امن پسندانہ کارگذاریوں کے لئے مشہور رہیں۔ ان کے متعلق ایسا الزام شائع کرنا بہت ہی افسوسناک ہے۔

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج مدراس نے اپنی تقریر میں جو تمام کی تمام محبت پریم اور اتحاد سے بھرپور تھی بے شک لفظ "شکار" استعمال کیا۔ لیکن ان الفاظ کا سیاق و سباق کسی جبر یا ظلم سے متعلق نہ تھا جبکہ محبت کا رواداری اور دل کو موہ لینے والی تعلیم کے اظہار کے لئے بطور استعارہ کے تھا اسی کو از راہ شرارت غلط طور پر شائع کیا گیا ہے۔

ریزولیوشن

اخبار پرتاپ کے نامہ نگار کا یہ لکھنا کہ ہمارے جلسہ کی تقاریر سے لوگوں میں غصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ غلط اور بے بنیاد ہے ہمارے جلسہ کی تقاریر کو سب حاضرین جن میں سینکڑوں سکھ اور ہندو تھے بڑی توجہ اور مسرت سے سنتے رہے اور احمدیہ جماعت کی تعلیم اور دلائل کی تعریف کرتے رہے۔ اگر بعض فتنہ انگیز شخصوں نے جن کے دلوں میں احمدیہ جماعت کے خلاف دشمنی کی آگ سلگتی رہتی ہے۔ اس موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پبلک میں اشتعال پیدا کرنا چاہا ہے تو یہ ان کا اپنا قصور ہے نہ کہ احمدیہ جماعت کے مقررین کا

باقی احمدیہ جماعت کے متعلق سنجیدہ طبع اور امن پسند ہندو اور سکھ معززین کے جو خیالات ہیں ان کا کسی قدر ذکر اوپر درج کیا جا چکا ہے اس سے نام نہاد پبلک کی منعقدہ سنگھاؤں کا جرم کھل جاتا ہے۔ جن کی طرف سے غلط اور بے بنیاد ریزولیوشن پاس کر کے حکومت کی خدمت میں بھیجے جانے ظاہر کئے گئے ہیں۔

ہمیں اسبات پر بھی افسوس ہے۔ کہ فرضی اور بے بنیاد باتوں پر قادیان میں جلسے کر کے مخالفین نے ہمارے معزز مہمانوں کی موجودگی میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف انتہائی زہر چکانی اور اشتعال انگیزی کی ہے اور ایک پُر امن اور پابند قانون جماعت کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگائی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ہند اور پنجاب اپنی سیکولر پالیسی کے پیشِ نظر ان اشتعال انگیزیوں اور بد زبانیوں کے متعلق مؤثر کارروائی کر کے ایک بین الاقوامی اور پُر امن جماعت کو شکریہ کا موقعہ دے گی۔ اور آئندہ کے لئے ایسی شرارتوں کے اعادہ کی روک تھام کرے گی۔

منظوری عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ

حیدر آباد دکن

۱۔ قائد — مکرم میر احمد صادق حسین صاحب ایم۔ اے

۲۔ نائب قائد — " اکبر حسینی احمد صاحب

۳۔ جنرل سیکرٹری و سیکرٹری تعلیم و تربیت — " شمس الدین صاحب

۴۔ سیکرٹری مال — " منیر احمد صاحب

۵۔ سیکرٹری تبلیغ — " خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری

۶۔ سیکرٹری تجنید — " مرزا احمد اللہ بیگ صاحب

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

اپنے دائرہ تبلیغ کو وسیع کریں اور ہندوستان کے کونے کونے میں احمدیت کو پھیلا دیں!

"اس سال کم از کم پندرہ مولوی تیار کر کے مجھے اطلاع دیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جماعت احمدیہ ہندوستان کے نام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے لئے ذیل کا پیغام ارسال فرمایا جسے مولانا ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ نے ۱۲ اکتوبر کو جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھ کر سنایا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادران جماعت احمدیہ ہندوستان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی اور ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس دفعہ جلسہ میں بہت گڑبڑ ہوگئی ورنہ امید تھی کہ پانچ ساڑھے پانچ سو آدمی اس دفعہ جلسہ پر ضرور پہنچ جاتا۔ مگر اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے دو سو سے کچھ اوپر پہنچ جائیں گے۔ اگلے سالوں میں انشاء اللہ اگر صدر انجمن احمدیہ اور ناظر دعوت وتبلیغ نے اس تجربہ سے فائدہ اُٹھایا تو یہ تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ اس جلسہ پر ایک منافق بھی آ رہا ہے آپ ہوشیار رہیں مومن کو منافق گمراہ نہیں کر سکتا مگر اس کی ایمانی غیرت کو ضائع کر سکتا ہے۔ پس آپ لوگوں کو ایمانی غیرت دکھانی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ہندوستان میں ہی فوت ہوئے۔ اور وہیں آپ مدفون بھی ہیں۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ بھی۔ آج کل حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اولاد نے پاکستان میں ایک بڑا فتنہ اُٹھایا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو خود دور کر دے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ میری اور سلسلہ کی مدد کرتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ فتنے انسان اُٹھاتے ہیں انسانوں کا بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی تدبیروں سے فتنوں کو دور کریں۔ اور سب سے زیادہ یہ فرض قادیان کے لوگوں پر ہے۔ میری خلافت کے لئے جب جماعت نے رائے دی تو اس وقت سب سے زیادہ افراد قادیان کے تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ "اے قادیان کی جماعت مبارک ہو سب سے پہلے برکاتِ خلافت تم پر ہی اُترتی ہیں"۔ اب گو میں دور ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ اب برکاتِ خلافت سب سے پہلے قادیان ہی کی جماعت پر اترتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے سارے ہندوستان کی جماعتوں پر۔ آج سے پہلے بھی جماعت میں فتنے اُٹھے اور بعض قادیان کے آدمی بھی ملوث ہوئے۔ مگر ایک بہت بڑی اکثریت ہمیشہ فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ قادیان کے محلوں کو آباد کرنے کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی دیا اور ربوہ کے تو ایک ایک انچ کے آباد کرنے کا ثواب مجھے دیا۔ گو ربوہ کی اکثریت ایمان پر قائم ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ ربوہ والوں پر میرا زیادہ احسان تھا میں نے تین سال کے اندر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس شہر کو آباد کیا جب کہ گورنمنٹ آف انڈیا دس سال میں چنڈی گڑھ آباد نہیں کر سکی۔ اور اس وقت ربوہ میں تین کالج اور تین سکول ہیں مگر پھر بھی ربوہ کے مومن بھی اس نسبت سے نہیں ہیں جس نسبت میں قادیان کے مومن ہوا کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن مصری کے فتنہ کے وقت تین سال میں ایک یا دو آدمی کے متعلق شکایت تھی کہ اس سے کو ملنے گئے ہیں۔ مگر اس وقت تک تین یا چار کے متعلق شکایت آ چکی ہے کہ عبدالمنان سے ملے ہیں۔ تین چار کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ مگر قادیان کے کمزوروں کی نسبت زیادہ ہے۔ اب میں آپ لوگوں سے اور تمام ہندوستان کے احمدی افراد سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے دائرہ تبلیغ کو وسیع کریں اور ہندوستان کے کونے کونے میں احمدیت کو پھیلا دیں۔ اور اس سال میں کم از کم پندرہ مولوی طیار کر کے اطلاع دیں۔ اور آئندہ ہر سال میں یہ تعداد بڑھتی چلی جائے یہاں تک کہ سینکڑوں تک جا پہنچے۔ یہ تعداد گو مشکل ہے مگر ناممکن نہیں۔ صرف مزدوات سے نیک نمونہ کی۔ اور متواتر عزم کی۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ اور مجھے جلد اطلاع دے کہ شمالی۔ وسطی اور جنوبی ہند میں لاکھوں لاکھ احمدی ہو چکا ہے۔ آمین۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ربوہ

۷-۱۰-۱۹۵۶

قادیان میں جماعت احمدیہ کا پینسٹھواں جلسہ سالانہ بقیہ صفحہ ا

دھوپ خوب رہی۔ احمدی احباب سے علاوہ غیر مسلم دوست جوق در جوق جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے آتے رہے۔ اور سکون و اطمینان سے سب تقاریر کو سنا گیا۔ خدا کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا۔ حاضرین کی تعداد دوسرے روز قریباً ڈیڑھ ہزار اور تیسرے روز قریباً دو ہزار تھی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مستورات کا جلسہ

جلسہ کے پہلے روز مستورات کے لئے مسجد مبارک میں انتظام کیا گیا۔ جہاں مردانہ جلسہ میں کی جانے والی تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنی جاتی رہیں۔ البتہ جلسہ کے دوسرے اور تیسرے روز جبکہ جلسہ گاہ میں اجلاسات منعقد ہوئے مستورات کے لئے مکرم مولوی عبدالمغنی صاحب کی کوٹھی کے احاطہ میں جلسہ گاہ بنا دی گئی تھی دھوپ سے بچاؤ کے لئے شامیانے لگا دیئے گئے تھے۔ مورخہ ۱۴ر اکتوبر کو مستورات کے علیحدہ پروگرام کے مطابق تقاریر ہوئیں اور تیسرے روز حسب سابق مردانہ جلسہ کا پروگرام ہی بذریعہ لاؤڈ سپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سنا جاتا رہا۔ اس جلسہ میں علاوہ احمدی مستورات کے متعدد غیر مسلم خواتین بھی کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔

سرکاری انتظامات

سرکاری طور پر جناب چوہدری جھنڈا سنگھ صاحب سب ڈویژنل آفیسر و ریذیڈنٹ مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات کے لئے متعین تھے آپ ۱۴ر اکتوبر کو بنفس نفیس جلسہ میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں جناب گرگ صاحب مجسٹریٹ و سابق ریذیڈنٹ مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ) بھی جلسہ میں تشریف لائے انتظام کے لئے زاید پولیس بھی متعین تھی۔ مقامی انچارج صاحب پولیس جناب پنڈت چندر بھان صاحب و میونسپلٹی و محکمہ بجلی نے ہر طرح تعاون دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا روح پرور پیغام

پہلے روز پہلے اجلاس میں جلسہ کے افتتاح کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ نے پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قادیان کے اس سالانہ جلسہ کے لئے جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے نام ارسال فرمایا تھا۔ جسے بجنسہٖ دوسری جگہ نقل کیا گیا ہے۔

دیگر معززین کے پیغامات

ربوہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے بذریعہ تار جلسہ سالانہ کے کامیابی سے اختتام پذیر ہوتے پر مبارکبادی کا پیغام موصول ہؤا۔ جس کا ترجمہ دوسری جگہ درج کیا گیا ہے اسی طرح بھارت کے ایسے غیر مسلم معززین جنہیں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے دعوت نامے مرکز سے روانہ کئے گئے تھے اپنی مصروفیات اور معذوریوں کے باعث خود تو شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ لیکن جلسہ کی کامیابی کے بارہ میں اپنی نیک خواہشات اور مبارکبادی کے پیغامات ارسال فرمائے ان میں سے بعض پیغامات اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں

دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مجالس

اکناف عالم سے آنے والے احمدی حضرات کی قادیان میں آمد کی اصل غرض اپنے روحانی مرکز میں مقامات مقدسہ کی زیارت اور اس میں دعائیں اور ذکر الٰہی کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شخص نے ان مبارک ایام سے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ اٹھانے کی کوشش

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کیطرف سے جلسہ کی شاندار کامیابی پر مبارکبادی کا تار

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے جلسہ سالانہ کی کامیابی پر مبارکبادی کا جو تار موصول ہؤا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

"جلسہ کی شاندار کامیابی کی مبارکباد دی جاتی ہے۔ تمام وہ افراد جو شریک جلسہ ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جلسہ سالانہ کے برکات سے مستفید کرے اور رحمت کی بارش برسائے۔ اور سرزمین بھارت اسلام اور احمدیت کے نورانی پیغام سے نوازی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور ربوہ کے احمدی احباب خیریت سے ہیں اور تمام ہندوستانی احمدیوں کی خدمت میں السلام علیکم کہتے ہیں"۔

۲- حضرت محمد صدیق کی طرف سے ایک دوسرا تار بھی موصول ہؤا جس میں اپنے لئے اور مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کے لئے درخواست دعا کی گئی اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

"میرا لڑکا مرزا مجید احمد گولڈ کوسٹ کے احمدیہ کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے بھیجا جا رہا ہے براہ کرم اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمایئے"۔

خلافت ثانیہ سے عقیدت و محبت اور منافقین سے بیزاری کا

ریزولیوشن

نوٹ:- یہ ریزولیشن جلسہ سالانہ قادیان کے پہلے اجلاس میں جماعت ہائے ہندوستان و پاکستان کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کیا گیا

(۱) ہم افراد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و پاکستان جو جلسہ سالانہ قادیان کے مقدس اجتماع میں جمع ہوئے ہیں اپنے مقدس اور اولوالعزم امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دلی خلوص اور عقیدت کا ایک مرتبہ اور اظہار کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو آیت استخلاف کے ماتحت اللہ تعالیٰ کیطرف سے مقرر کردہ خلیفہ یقین کرتے ہیں اللہ رکھا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اولاد اور بعض دوسرے منافقین نے خلافت حقہ ثانیہ کے خلاف جو شرارت انگیز فتنہ اٹھایا ہؤا ہے اس کے خلاف انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خلافت ثانیہ برحق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ جو لوگ خلافت حقہ کے خلاف فتنہ انگیزی کر رہے ہیں وہ اپنے پیش رو منافقین کی طرح خائب و خاسر اور نامراد ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے نور کو اپنے وعدہ کے مطابق پھیلاتا چلا جائے گا۔ اور سلسلہ حقہ کو خلافت کی برکت سے دنیا پر غالب کرے گا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں قادیان کی آبادی۔ ترقی۔ وسعت اور برکت کا جو تعلق اپنے پاک وجود سے بتایا ہے۔ ہم سب عملی طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان برکات و فیوض کا قادیان کے متعلق مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ملکی تقسیم کے وقت اور بعد میں بھی ان خاص آسمانی برکات و تائیدات کو جو خلافت حقہ ثانیہ کے طفیل ہم پر نازل ہو رہی ہیں ہم روز و شب دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور وہی بناتا رہے گا۔ خلیفہ بننے کے لئے سازشیں اور منصوبے کرنا اسلام کے رو سے لعنتی کا کام ہے اور ایسے لوگ ضرور ناکام و نامراد ہوں گے

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں۔

کی۔ جلسہ کے اجلاسات کے علاوہ دیگر اوقات کو احباب جماعت نے مسجد مبارک بیت الدعا، مسجد اقصیٰ اور مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارا۔ مسجد مبارک، واقعی میں نماز تہجد کے وقت خاص رونق رہی۔ فجر کی نماز کے بعد روزانہ درس و تدریس کا اہتمام رہا

ذکر حبیبؑ پر ایمان افروز تقریر

مورخہ ۵ر اکتوبر کو نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام بعد نماز فجر مسجد مبارک میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ذکر حبیب پر ایک جامع اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سعد اللہ لدھیانوی کے بارہ میں ایک پیشگوئی کا ذکر فرمایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات طیبات کو بیان فرمایا۔ جو براہ راست حضرت مولانا موصوف نے حضور علیہ السلام کی مجلس میں سنے تھے اور آخر میں آپ نے احباب جماعت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ساتھ عقیدت و اطاعت گزاری کی تلقین فرماتے ہوئے بتایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے شامل حال ہے اور اگر آپ لوگ جو حضور کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں حضور کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے۔ تو بجائے خود خدا تعالیٰ کے نشانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے

خطبہ جمعہ

اگر تم قرآن کریم کو یقین سے پڑھو کہ اس میں ہر اعتراض کا جواب موجود ہے!

تو

اس کے مطالب تم پر آپ ہی آپ کھلتے چلے جائینگے اور تمہیں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہو جائیگی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
ہمارے ملک کے لوگوں میں عام طور پر

یہ عیب پایا جاتا ہے

کہ وہ گزشتہ لوگوں کی اچھی باتوں کو بھی صرف اس لئے کہ ان پر ایک زمانہ گزر چکا ہے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کُل جدید لذیذ شائد ہمارے ملک کے لئے ہی کہا گیا ہے۔ ورنہ یورپ والوں کو دیکھا جائے۔ تو وہ اپنے سکولوں میں اٹھارویں صدی کے آخر تک سپین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھاتے رہے ہیں اور اب تک وہ ان

علوم کی تلاش میں

لگے رہتے ہیں جو پرانے زمانوں میں مسلمانوں نے یا دوسری اقوام نے نکالے تھے۔ مثلاً فراعنہ کی قوم میں جو ممیوں کے لئے ایجادیں کی گئی تھیں۔ یورپ والوں نے ان کی جستجو چھوڑی نہیں۔ بلکہ ابھی تک وہ ان کی تحقیق میں لگے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو طریق ہم نے بڑی محنت اور دماغ کے بعد نکالا ہے وہ ناقص ہے۔ ہم بعض دوائیں نسوں میں بھر کر لاشوں کو محفوظ تو رکھ سکتے ہیں۔ مگر ان دواؤں کا اثر صرف آٹھ دس دن تک رہتا ہے۔ اس کے بعد لاش محفوظ نہیں رہ سکتی۔ لیکن فراعنہ کے وقت جن جن لاشوں کو دوائیں لگا کر محفوظ کیا گیا تھا وہ ہزاروں سال تک بھی خراب نہیں ہوئیں ہیں۔ چنانچہ خود

منفتاح کی لاش

کو جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا آج محفوظ دیکھا جاتا ہے تو یہی یقین ہے کہ منفتاح حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ہی فرعون تھا۔ کیونکہ اس سے قرآن کریم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ لیکن عیسائیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اسلام کی ہر بات کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ منفتاح حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کے

فرعون کا بیٹا

تھا تا کہ قرآن کریم کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو لیکن ان کی قرآن کریم سے دشمنی تو ہمیشہ سے چلی آتی ہے اس لئے ان کا یہ رویہ کوئی قابل تعجب نہیں۔ بہر حال فراعنہ کے وقت میں لاشوں میں جو دوائیاں بھری جاتی تھیں۔ ان کی وجہ سے وہ لاشیں کئی کئی ہزار سال سے محفوظ چلی آتی ہیں۔ اور آج کل کے لوگوں کی ایجاد کردہ دوائیں ابھی تک ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں۔ یہی حال دوسرے علوم کا ہے۔ میں یورپ سے علاج کرا کے واپس آیا تو اگرچہ اس وقت ستمبر کا مہینہ تھا۔ مگر میرے جسم میں یہ علامت ظاہر ہوئی۔ کہ رات کو کپڑا اوڑھنے کے باوجود مجھے شدید سردی لگتی۔ جس سے میرا جسم تھر تھر کانپنے لگ جاتا۔ ڈاکٹروں نے اس کا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر

یہ تجویز ہوئی

کہ کسی طبیب کو بلایا جائے۔ چنانچہ ایک طبیب کو جو حکیم انصاری صاحب نابینا کے بیٹے ہیں دہلی سے بلانے کی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے اتنی فیس مانگی جو ہمیں معقول نظر نہ آئی۔ اس لئے ہم نے انہیں بلانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد یکدم ان کا تار آیا کہ میں لاہور آ گیا ہوں مجھے بلا لیا جائے۔ چنانچہ ہم نے انہیں بلا لیا۔ جب وہ یہاں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آ گئے۔ انہوں نے کہا میرے چھوٹے بھائی لاہور میں رہتے ہیں۔ ان کی بیوی اور میری بیوی دونوں بہنیں ہیں۔ ان کی تار پہونچی کہ ان کی بیوی کوٹھے پر سے گر گئی ہے۔ اور اسے فالج ہو گیا ہے۔ اس خبر کے پہونچتے ہی میری بیوی رونے لگ گئی۔ میں نے اسے تسلی دی۔ لیکن اسے اطمینان نہ ہوا۔ آخر میں نے اسے کہا کہ میں خود لاہور جاتا ہوں۔ اور مریضہ کا علاج کرتا ہوں۔ چنانچہ

میں لاہور آ گیا

میں نے سمجھا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے لاہور میں آپ کی خاطر لایا ہے۔ اس لئے میں نے لاہور پہونچتے ہی آپ کو تار کے ذریعہ اطلاع دے دی۔ بہر حال وہ طبیب یہاں آئے اور دو دن تک یہاں رہے۔ انہوں نے جو دوائی مجھے دی اس کی ایک ہی خوراک کھانے سے وہ مرض دور ہو گیا۔ اور میرا جسم گرم ہو گیا۔ اب دیکھو طب کو ہمارے ملک والے بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ بہت حقیر سمجھتا ہے۔ لیکن یورپ میں بھی بڑے بڑے ڈاکٹر موجود تھے جن کا علاج کروایا گیا اور لاہور میں بھی بڑے بڑے ڈاکٹر موجود ہیں جن سے مشورہ لیا گیا۔ پھر بھی ان کی بتائی ہوئی کسی دوائی سے فائدہ نہ ہوا لیکن اس طبیب کی بتائی ہوئی دوائی کی ایک ہی خوراک سے

وہ مرض دور ہو گئی

بلکہ اس نے ایسا اثر کیا کہ بجائے سردی لگنے کے مجھے پسینہ آنے لگ گیا۔ اب دیکھو یہ پرانی طب تھی جس نے مجھ پر یہ اثر کیا۔ گالیاں دینے کو کوئی سو دفعہ پرانی طب کو گالیاں دے لے۔ لیکن مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے کہ جہاں ڈاکٹروں کا علاج ناکام ہوا وہاں ایک طبیب کے بتائے ہوئے علاج سے فائدہ ہو گیا۔ اب اس تجربہ کو کیسے چھپایا جائے۔ پھر ڈاکٹر جس سے میں نے علاج کرایا تھا۔ اور جس پر مجھے اعتماد ہے اسے لکھا گیا۔ تو اس نے کہا کہ جو دوائی میں نے آپ کو بتائی تھی اس کی ایک گولی زیادہ کھایا کریں۔ میں نے کہا کہ میں تو پہلے سات سات گولیاں کھا جاتا ہوں۔ حالانکہ یورپ والے کہتے ہیں کہ دو تین گولیوں سے زیادہ نہیں کھانی چاہئیں مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہنے لگا بس یہی علاج ہے کہ ایک گولی اور کھا لیا کریں۔

جس طرح جسمانی باتوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے اسی طرح دینی باتوں میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے۔ اور پرانے مفسرین کی کتابوں میں ایسے معلومات کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ مثلاً آج ہی میں تفسیری نوٹ لکھوا رہا تھا کہ وہاں یہ ذکر آیا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سونٹا پھینکا تو وہ ایک چھوٹے سانپ کی طرح دوڑنے لگ گیا۔ دوسری جگہ ذکر آتا ہے کہ وہ ایک عام سانپ کی طرح چلنے لگا اور تیسری جگہ یہ لکھا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سونٹا پھینکا تو وہ ایک اژدھا بن گیا۔ ان تینوں مقامات پر سانپ کے لئے مختلف الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں کیوں اسے ایک جگہ جیسے دوسری جگہ جان اور تیسری جگہ ثعبان کہا گیا ہے۔ میں اس کا جواب لکھوا رہا تھا کہ مجھے یاد آیا۔ بچپن میں میں نے ایک مصری عالم کی کتاب پڑھی تھی۔ اس میں اس اعتراض کا جو جواب دیا گیا تھا۔ وہ بالکل درست تھا۔ اور وہ جواب یہ تھا کہ جان چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں۔ حیہ چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے سانپوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور ثعبان بڑے سانپ کے لئے بولا جاتا ہے۔ ان تینوں الفاظ کے استعمال سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو کوئی تضاد نہیں۔ جہاں قرآن کریم نے جان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہاں اس سانپ کی تیزی کا ذکر ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہے کہ جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے سونٹا پھینکا۔ تو وہ چھوٹے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑنے لگ پڑا۔ وہاں اس کی شکل کا ذکر نہیں۔ کہ وہ چھوٹا تھا یا بڑا۔ بلکہ یہ بتانا مد نظر ہے۔ کہ چھوٹے سانپ کی طرح اس میں تیزی پائی جاتی تھی لیکن جہاں ثعبان کا لفظ آیا ہے۔ وہ آیات پڑھی جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ واقعہ فرعون کے سامنے ہوا ہے۔ اور فرعون کو چونکہ ڈرانا مقصود تھا

اس لئے اسے ثعبان کی شکل میں سونٹا دکھائی دیا۔ اور حیۃ کا لفظ چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے سانپوں کے لئے بولا جاتا ہے پس قرآنی آیات میں کوئی تضاد نہ رہا۔ اب دیکھ لو۔

اس اعتراض کا جواب

میں نے خود ایجاد نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے کسی احمدی عالم یا حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سے سیکھا ہے۔ بلکہ میں نے یہ جواب ایک مصری عالم کی کتاب میں پڑھا۔ جو بچپن میں میری نظر سے گذری تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد ۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء کی بات ہے۔ جبکہ میری عمر کوئی اکیس برس کی تھی۔ کہ اس وقت میں نے ایک کتاب قصص القرآن منگوائی۔ اس کتاب میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ واقعات کے بیان میں احادیث میں بے شک بعض باتیں زائد دکھائی دیتی ہیں۔ مگر قرآن کریم پر غور کیا جائے تو اس کی آیات میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ اس کتاب میں جہاں تک مجھے یاد ہے تیس یا چالیس واقعات کا ذکر ہے اور اس میں مصنف نے اپنی سمجھ کے مطابق تمام ایسے اختلافات کو دور کر دیا ہے۔ جو بظاہر قرآن میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے جآن۔ ثعبان اور حیۃ۔ [illegible] الفاظ [illegible] کو بیان کر کے اس تضاد کو دور کیا ہے جو قرآنی آیات میں دکھائی دیتا ہے اور اس نے جو جواب دیا ہے وہ نہایت معقول ہے۔ آج جبکہ میں تفسیری نوٹ لکھوا رہا تھا مجھے وہ جواب یاد آ گیا اور میں نے سمجھا کہ تحدیث بالنعمت کے طور پر اس بات کا اقرار کروں کہ میں نے

یہ نکتہ ایک مصری مصنف سے سیکھا ہے

اسی طرح چھوٹی چھوٹی نحوی تراکیب کی وجہ سے معانی میں جو فرق پڑتا ہے۔ اس کو میں نے ہسپانیہ کے ایک بڑے عالم ابو حیان کی تفسیر بحر محیط سے اخذ کیا ہے۔ علامہ ابو حیان کو نحو کے استعمال میں بہت مہارت حاصل تھی۔ اور وہ چھوٹے چھوٹے نکتوں سے بڑے بڑے معانی پیدا کر دیتے تھے۔ اور وہ اعتراضات جن کے جوابات علماء کو ساری عمر قرآن کریم پر غور کرنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ انہیں آسانی سے حل کر لیتے تھے۔

اسی طرح

تفسیر بالاحادیث

کی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ سیوطی کی کتاب درِ منثور ہی ہے۔ لیکن ابن کثیر نے اس بارہ میں نہایت قیمتی مواد جمع کیا ہے۔ وہ احادیث کو نقل کرتے ہیں تو زیادہ تر بخاری اور مسند احمد بن حنبلؒ کی روایات لاتے ہیں اور ان کا ایسا موازنہ کرتے ہیں۔ کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاتا ہے۔ بہر حال پرانی تفاسیر پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گذشتہ بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں بڑی محنت کی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان سے بعض غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ لیکن بہر حال ان کی محنت قابل داد ہے۔ چونکہ قرآن کریم پر زیادہ تر اعتراضات اس زمانہ میں ہوتے ہیں۔ اس لئے اس زمانہ میں درحقیقت قرآن کریم ہمیں دشمنانِ اسلام نے ہی سکھایا ہے۔ بچپن میں جب مجھے قرآن کریم اور

احادیث کے مطالعہ کا شوق

پیدا ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الماریوں میں مخالفین اسلام کی کئی کتابیں رکھی ہوئی ہوتی تھیں مثلاً پادری عبداللہ آتھم کی کتابیں تھیں پادری وارث دین کی کتابیں تھیں۔ اسی طرح کئی اور کتابیں تھیں ان میں اسلام پر اعتراض ہوتے تھے۔ میں نے پہلے ان اعتراضات کو پڑھا۔ اور بعد میں ان اعتراضات کو دور کرنے کی نیت سے میں نے قرآن کریم کا مطالعہ کیا۔ اگر میں مخالفین اسلام کی کتابیں نہ پڑھتا۔ تو میرا ان اعتراضات کی طرف ذہن نہیں جا سکتا تھا۔ جو انہوں نے کئے ہیں۔ پس قرآن کریم کے پڑھنے میں جہاں ہمارے پرانے آئمہ نے ہماری مدد کی ہے۔ وہاں ایک حد تک پادریوں نے بھی ہماری مدد کی ہے یہ بات تو اس زمانہ کی ہے جب میں صرف اردو جانتا تھا۔ جب انگریزی زبان سیکھ لی تو

مستشرقین کی کتب

سے بڑی مدد ملی۔ مثلاً ویری کی کتابیں ہیں نولڈکے، میور، سیل اور پامر وغیرہ کی کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے کے بعد جب میں نے قرآن کریم پر غور کیا۔ تو میرا ذہن ان سب اعتراضات کے جوابات کے لئے تیار ہو گیا۔ جو ان دشمنانِ اسلام نے کئے تھے۔ اگر پہلے سے ان کے اعتراضات میرے ذہن میں نہ ہوتے۔ تو ممکن تھا کہ میں بھی ان آیات پر سے یونہی گزر جاتا اور سمجھتا کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا لیکن ان لوگوں نے پہلے سے کئی اعتراضات ذہن میں ڈال دیئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں نے قرآن کریم پڑھا۔ میں نے اپنے اوپر فرض کر لیا۔ کہ ان اعتراضات کو دور کرنا ہے۔ اور جب میں نے اس نقطۂ نگاہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان تمام اعتراضات کا جواب سمجھا دیا۔

میں نے دیکھا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علوم میں اسی طرح ترقی بخشی ہے کہ میں نے کبھی معترض کے اعتراض کو غیر اہم نہیں سمجھا۔ بلکہ جو بھی اعتراض کسی معترض نے کیا۔ میں نے اسے اہم سمجھا۔ اور اس کا جواب دینے کی کوشش کی۔ بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اعتراض کرے۔ تو ہنس پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ ایسے لوگوں کو جواب نہیں ملتا۔ جو لوگ عقل سے موازنہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ایک شخص کو دھوکہ لگا ہے۔ تو دوسرے کو بھی دھوکہ لگ سکتا ہے اور پھر تیسرے کو بھی دھوکہ لگ سکتا ہے۔ بلکہ اگر ایک شخص کو صحیح اور جائز طور پر دھوکہ لگ گیا ہے۔ تو ۱۰ ہزار کو بھی صحیح طور پر دھوکہ لگ سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان اعتراضات کو حل کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے رستے کھول دیتا ہے۔ اور ان پر تمام اعتراضات کی حقیقت واضح کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص محض بے ایمانی سے اعتراض کرتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس شخص نے بے ایمانی سے اعتراض کیا ہے۔ لیکن اگر ہمیں معلوم ہو کہ دھوکہ لگنے کی کوئی وجہ تھی۔ اور معترض کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل تھی۔ تو ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہم ایمانداری سے غور کریں۔ تو یقیناً ہماری توجہ اس طرف پھر جائیگی کہ اگر ایک شخص کو کسی دلیل کی وجہ سے ٹھوکر لگی ہے۔ تو اور اشخاص کے لئے بھی وہی دلیل ٹھوکر کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس اعتراض کو دور کریں۔ تاکہ ان لوگوں کو ایمان نصیب ہو۔ بہر حال مجھے اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے بہت سے علوم عطا فرمائے ہیں۔ اسی طرح میری تفسیر میں اور بھی بہت سے نکات ایسے آتے ہیں۔ جن کا موجب عیسائی اور آریہ دشمن تھے۔ اگر ان کے اعتراضات نہ ہوتے تو میں غالباً وہ نکات بیان نہ کر سکتا۔ اور میری توجہ ان کی طرف نہ پھرتی۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ آریہ لوگ تو یونہی اعتراض کر دیتے ہیں۔ جنہیں عقلی طور پر بڑی آسانی سے رد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عیسائی مستشرق تاریخ کی بڑی گہری تحقیق کرنے کے بعد اعتراض کرتے ہیں۔ اور لازمی طور پر ان کا جواب دینے میں بھی بڑی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ جس سے بہت کچھ علوم کھل جاتے ہیں۔ لیکن شرط یہی ہے۔ کہ انسان

قرآن کریم پر کامل ایمان

رکھتا ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اعتراض بجا ہو گیا تو قرآن کریم کے متعلق شبہ پڑ جائے گا لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ جتنا اعتراض پکا ہو اتنا ہی قرآن کریم کی عظمت کا ظہور ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسے اعتراض کا جواب پہلے سے قرآن کریم میں موجود ہو تو اس کی بڑائی اور عظمت کی دلیل ہو گی محض بے کار باتوں کا جواب تو ہر کوئی دے سکتا ہے۔ کامل انسان کا ثبوت یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ کامل اعتراض کو توڑے۔ اگر یورپین مصنف اور مورخ بڑی سوچ بچار کے بعد کوئی اعتراض کریں۔ اور اس اعتراض کا جواب قرآن کریم کی انہی آیات میں مل جائے۔ تو صاف پتہ لگ جائے گا کہ یہ کلام کسی عالم الغیب ہستی نے اتارا ہے۔ جسے پتہ تھا۔ کہ انیسویں یا بیسویں صدی میں اس آیت پر عیسائی مصنفین فلاں فلاں اعتراض کریں گے۔ اس لئے اس نے ۱۳۰۰ سال پہلے ان اعتراضات کا جواب دے دیا پس یہ ایمان کے بڑھانے والی بات ہے۔ کیونکہ اس سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کتاب کسی انسان کی نازل کردہ نہیں۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کی نازل کردہ

ہے۔ اگر یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی ہوتی تو اس میں ہزار دو ہزار سال بعد میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب نہ ہوتا کیونکہ انسان کے ذہن میں وہی اعتراضات آ سکتے ہیں جو وہ خود نکالے یا اس کے زمانہ کے لوگوں نے کئے ہوں۔ لیکن قرآن کریم میں تو ان اعتراضات کا جواب ہے۔ جو ہزار دو ہزار سال بعد آنے والے لوگوں نے کرنے تھے۔ اور ہزار دو ہزار سال بعد میں ہونے والے اعتراضات کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان اعتراضات کا علم کیسے

ہو سکتا تھا۔ پس اگر ان اعتراضات کا جواب جو بیسویں صدی میں ہونے تھے قرآن کریم میں موجود ہے۔ تو صاف پتہ لگ گیا کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہے۔ کسی انسان کی تصنیف نہیں۔ غرض

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے

ضروری ہوتا ہے کہ غیر مسلموں خصوصاً یورپین مصنفوں کی کتابوں کو پڑھا جائے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہندوؤں نے جو اعتراضات اسلام پر یا قرآن کریم پر کئے ہیں۔ وہ زیادہ تر ضد اور تعصب کی وجہ سے کئے ہیں۔ اور ایسے اعتراضات کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ ان کے لئے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن عیسائی لوگ قرآن کریم پر غور کرنے۔ اور بڑی چھان بین کرنے کے بعد اعتراض کرتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کے نزول اور ترتیب کے متعلق عیسائیوں نے وہ باتیں لکھی ہیں جو بڑے بڑے مفسرین نے بھی نہیں لکھیں۔ وہ لکھتے تو قرآن کریم کو رد کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات خود ہی پھنس جاتے ہیں۔ مثلاً

سورۂ قصص

جس میں ہجرت کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اس کے متعلق عیسائی مصنفین بڑا زور لگانے اور تحقیق کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ مکی سورت ہے۔ حالانکہ اگر یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ یہ سورت مکی ہے تو ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی سچے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ سورۃ مکی ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پتہ لگ گیا تھا کہ میں مکے سے ہجرت کروں گا۔ اور اس کے بعد میں ایک فاتح کی حیثیت سے دوبارہ اس شہر میں داخل ہوں گا۔ اگر باوجود اس کے کہ آپ کو اپنے مستقبل کے متعلق کوئی علم نہیں تھا آپ یہ پیشگوئی فرماتے ہیں اور پھر وہ پوری بھی ہو جاتی ہے۔ تو یہ آپ کی

صداقت کی واضح دلیل ہے

پس عیسائی مستشرق اس سورت کو مکی کہہ کر خود پھنس گئے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کر گئے۔ اگر وہ یہ لکھ دیتے کہ یہ سورت مدنی ہے۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ مدینہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طاقت حاصل ہو

گئی تھی۔ اس لئے اس قسم کی پیشگوئی کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے اس سورت کو مکی قرار دیا۔ اور اسی طرح اپنی تحقیق سے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اظہار کر دیا عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے مفسرین کہتے ہیں کہ اس سورت میں بعض آیات مدنی بھی ہیں۔ لیکن عیسائی مصنفین اسے خالص مکی سورت قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے ہاتھ خود کاٹتے ہیں۔ اور اسلام کی صداقت کا ثبوت مہیا کرتے ہیں پس

غیر مسلموں کے اعتراضات

کو پڑھ کر ایک سچے مومن کا ایمان بڑھتا ہے۔ کیونکہ ان سے پتہ لگتا ہے کہ دشمن نے قرآن کریم پر حملہ کی جو راہیں تلاش کی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو پہلے سے بند کر رکھا ہے۔ اور ہزار دو ہزار سال بعد جو اعتراضات وارد ہونے تھے ان کا جواب پہلے ہی قرآن کریم میں موجود ہے۔

بعض عیسائی مصنف لکھتے ہیں کہ ہمیں سورتوں کے سٹائل سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کی فلاں آیت مدنی ہے۔ اور فلاں مکی۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات درست ہے کہ تمہیں قرآن کریم کے سٹائل سے ہی پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کی فلاں آیت مکی ہے اور فلاں مدنی تو پھر

قرآن کریم کا کتنا بڑا کمال ہے

کہ خدا تعالیٰ نے اس سورت کو جس میں ہجرت کی پیشگوئی تھی۔ اس سٹائل میں اتارا جس کی وجہ سے تم نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ یہ سورت مکی ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمہیں اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ مکی زندگی میں ہجرت اور فتح مکہ کے متعلق جو پیشگوئی قرآن کریم نے کی تھی۔ وہ سچی نکلی۔ ورنہ اگر یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہوتی تو اسے اس بات کا کیسے علم ہو سکتا تھا کہ آج سے اتنے سالوں کے بعد وہری نولڈکے اور دیگر مستشرقین نے کسی سورت کے سٹائل کی وجہ سے اسے مکی یا مدنی کہنا ہے۔ اس لئے اس کا سٹائل ایسا رکھو کہ اس سورۃ کے پڑھتے ہی ہر شخص معلوم کرے کہ یہ مکی ہے۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم کے نازل کرنے والی ہستی کو تو ان اعتراضات کا علم تھا جو بیسویں صدی کے عیسائی مصنفین نے کرنے تھے لیکن ان عیسائیوں کو خود بیسویں صدی میں بھی یہ علم نہیں کہ ہم نے ان آیتوں کی کیا تفسیر کرنی ہے وہ ایک آیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت کی جب ہم تفسیر کرتے ہیں تو ان کا اعتراض رد ہو جاتا ہے اور اس طرح قرآن کریم کی فضیلت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ یہ کلام کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا اتارا ہوا ہے۔ اور اس کثرت سے اس میں علم غیب بھرا ہوا ہے کہ ہر آیت سے کوئی نہ کوئی نیا نکتہ نکل آتا ہے۔ گویا جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ اینٹ اینٹ کے نیچے فلاں چیز موجود ہے۔ اسی طرح تم کوئی آیت اٹھاؤ۔ اس کے نیچے سے ایک معجزہ نکل آتا ہے اور اس طرح قرآن کریم سارے کا سارا معجزوں سے بھرا ہوا دکھائی دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے زمانہ میں کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق **اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم** آتا ہے حالانکہ یہاں **علیٰ ھدی** کی بجائے **اولٰئک یھدون الی الھدی** ہونا چاہئے تھا یعنی ان کو ہدایت کی طرف لگایا جاتا ہے علیٰ کا استعمال یہاں کس حکمت کے ماتحت کیا گیا ہے آپ نے فرمایا **علیٰ ھدی** کے یہ معنے ہیں کہ مومن اس طرح ہدایت پر سوار ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو گویا جس طرح گھوڑا سوار کے تابع ہوتا ہے اسی طرح ہدایت مومن کے قبضہ میں اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ گویا معترض نے جس آیت پر اعتراض کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی سے اس کے اعتراض کو رد کر دیا۔ اور قرآن کریم کی برتری اور اس کی فضیلت کو ثابت کر دیا۔ پس قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اسی کے پڑھنے سے پہلے اس بات پر ایمان لائے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کلام ہے اس کے بعد وہ دشمن کے اعتراضات کو پڑھے اور یقین کرے کہ ہر اعتراض کا جواب

قرآن کریم میں موجود ہے۔ وہ کسی اعتراض کو بلا وجہ رد نہ کرے۔ بلکہ انصاف سے اس پر غور کرے اور دیکھے کہ اعتراض کرنے والے نے کس بنا پر اعتراض کیا ہے اور اس کی دلیل کیا دی ہے۔ پھر اس یقین کے ساتھ کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس میں

ہر معقول اعتراض کا جواب

موجود ہے۔ وہ قرآن کریم پر غور کرے اسے یقیناً اس اعتراض کا جواب مل جائیگا اور ایسا جواب ملیگا کہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکیگا مجھے یاد ہے جب تفسیر کبیر کی پہلی جلد جو سورۂ یونس سے کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہے لکھی جا رہی تھی تو سورۂ کہف کی آیت **ولا تقولن لشایءٍ انی فاعلٌ ذالک غدا** (رکوع ۳) کے متعلق مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ اس کا پہلی آیت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ میں نے یہ تفسیر ۱۹۴۲ء کے درس کے نوٹوں سے تیار کی تھی اور زیادہ عرصہ گذرنے کی وجہ سے میں یہ بھول چکا تھا کہ اس آیت کا پہلی آیات کے ساتھ کیا تعلق ہے لیکن دن میں عشاء کے بعد تہجد کی نماز تک اس کے متعلق سوچتا رہا۔ لیکن میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا آخر میں نے کہا اس وقت میں اسے چھوڑ دیتا ہوں جب تفسیر لکھتے لکھتے یہ مقام آئے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے خود ہی حل فرما دے گا۔ چنانچہ تفسیر لکھتے ہوئے جب میں اس آیت پر پہنچا۔ تو

فوراً یہ آیت حل ہو گئی

اور پتہ لگ گیا کہ اس آیت کا پہلی آیات کے مضمون کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ چنانچہ میں نے اس آیت کی وہاں تفسیر لکھ دی۔ اسی طرح چند دن ہوئے میں تفسیری نوٹ لکھوا رہا تھا کہ میری بیوی مجھ سے کہنے لگیں کہ میں ایک بات کہوں میں نے کہا کہو۔ کہنے لگیں کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ آپ نوٹ لکھوا رہے ہوتے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اس آیت پر تو فلاں اعتراض پڑتا ہے لیکن تیسری یا چوتھی آیت کے بعد آپ خود ہی اس اعتراض کا جواب لکھوا دیتے ہیں

مجھے حیرت آتی ہے

کہ میں نے تو وہ اعتراض آپ کو بتایا نہیں ہوتا پھر آپ کو اس کا پتہ کیسے لگ گیا۔ میں نے کہا مجھے تو اس اعتراض کا پتہ نہیں ہوتا لیکن خدا تعالیٰ کو تو اس کا علم ہوتا ہے۔ اسلئے جب میں اس مقام پر پہنچتا ہوں تو وہ اس کا جواب میرے ذہن میں ڈال دیتا ہے۔ تاکہ جس شخص کے دل میں بھی ایسا اعتراض پیدا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ پس اگر کسی انسان کو قرآن کریم کی سچائی پر

پورا یقین ہو کہ اُسے کوئی اعتراض ایسا نہیں ملے گا جس کا جواب قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ الاولیت یہی ہیں جو قرآن کریم کے متعلق آیت یصدق بعضہ بعضاً (مشکوٰۃ کتاب العلم) اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ کوئی اعتراض قرآن کریم پر پیدا ہو خدا تعالے اس کا جواب وہیں آگے پیچھے بیان کر دیتا ہے۔

پس قرآن کریم کو سمجھنے کا

طریق یہی ہے

کہ پہلے قرآن کریم کے دشمنوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھی جائیں۔ لیکن انہیں ایمان کے ساتھ پڑھنا چاہیئے بے ایمانی کے ساتھ نہیں تاکہ تم اُن کا شکار نہ ہو جاؤ۔ اور پھر انہیں اس یقین کے ساتھ پڑھو کہ جو کچھ دشمنانِ اسلام نے لکھا ہے اس کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے، جب تم اس طریق پر ان کتابوں کو اور پھر ان کے بعد قرآن کریم کو پڑھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں نے قدم قدم پر جھوٹ بولا ہے۔ اور قرآن کے اندر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اس طرح مومن کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے کسی اور سواری کی ضرورت نہیں رہتی، ہدایت ہی اس کا گھوڑا بن جاتی ہے۔ اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اور سیدھی بات ہے کہ جب ہدایت کسی کی سواری بن جائے تو اُسے کسی اور سے راہ نمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً اگر گھر کا مالک کسی کو خود ہی اپنے گھر لے جائے تو اسے اس گھر کا رستہ کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر وہ کسی اور سے رستہ دریافت کرے تو گھر کا مالک ہنس پڑے گا اور کہے گا کہ میں تو خود تمہیں اپنے گھر لے جا رہا ہوں تمہیں کسی اور سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس

علیٰ ھدًی کے یہی معنے ہیں

کہ مومن ہدایت پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور ہدایت کا علم ہے کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے آئی ہے۔ اور خدا تعالے کی طرف ہی اس نے جانا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ کوئی دھوبی تھا۔ اس کی بیوی بڑی تیز مزاج تھی۔ اور روزانہ اس سے لڑائی کیا کرتی تھی ایک دن وہ تنگ آکر کہنے لگا کہ میں آئندہ اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا اگر میں گھر واپس آیا تو مجھے ایسا ویسا سمجھنا۔ اس کے بیٹوں کا خیال تھا کہ ان کی ماں کا قصور نہیں بلکہ خود ان کا باپ جھگڑالو ہے۔ وہ پہلے بھی کئی دفعہ روٹھا تھا اور روٹھ کے ہمیشہ منالاتے تھے۔ اس دفعہ بھی وہ [illegible] کر چلا گیا۔ شام کو بیٹے گھر آئے تو انہوں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ باپ کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ تو روٹھ کر چلا گیا ہے۔ انہوں نے کہا اماں تم چپ کر کے بیٹھی رہو باپ کو منا کر لانے کی ضرورت نہیں، وہ آپ ہی بھوک سے بیتاب ہو کر گھر آ جائے گا۔ چنانچہ شام ہوئی تو دھوبی کو بھوک لگی۔ وہ سارا دن اس انتظار میں رہا تھا کہ اس کے بیٹے آئیں گے اور منا کر لے جائیں گے لیکن وہ نہ آئے۔ اب پیٹ تو کسی کی بات مانتا نہیں۔ اُسے بھوک لگی تو اس نے گھر واپس جانے کی

ایک تجویز سوچی

دھوبی کے جانور کا قاعدہ ہے کہ وہ چونکہ روزانہ کپڑے لے کر گھاٹ پر جاتا ہے اور شام کو گھر واپس آتا ہے۔ اس لئے اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ سیدھا گھر ہی آ جاتا ہے ادھر اُدھر نہیں جاتا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیل کو کھلا چھوڑ دیا اور اس کی دم پکڑ لی اور اس کے ساتھ ساتھ گھر کی طرف چل پڑا۔ جب وہ گھر میں گھسنے لگا تو اُسے شرم محسوس ہوئی کہ میں نے تو کہا تھا کہ میں اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا۔ اور اب آپ ہی گھر آ گیا ہوں۔ اس لئے اس نے بیل کہنا شروع کر دیا کہ جانے بھی دو تم تو مجھے خود ہی گھسیٹ کر گھر لے آئے ہو ورنہ میں نے تو نہیں آنا تھا۔ اس طرح وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا جس طرح وہ بیل خود ہی گھر آ گیا تھا۔ اسی طرح ہدایت بھی جانتی ہے کہ خدا تعالے کا گھر کہاں ہے اور وہ سیدھی اس گھر میں پہنچ جاتی ہے پس علیٰ ھدًی کے معنے یہی ہیں کہ ایک دفعہ مومن ہدایت پر سوار ہو جائے تو پھر وہ کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا اسے یہ خوف نہیں ہو گا کہ وہ کسی اور کے گھر چلا جائے بلکہ ہدایت خود بخود خدا تعالے کے گھر پہنچ جائے گی کیونکہ اسے علم ہے کہ وہ خدا تعالے کے گھر سے آئی ہے اور اس کے گھر اس نے جانا ہے

پس اگر تم قرآن کریم کو

اس یقین سے پڑھو گے

کہ اس میں ہر اعتراض کا جواب موجود ہے تو اسکے مطالب تم پر اس طرح کھلیں گے کہ تمہیں حیرت آئے گی۔ کہ بغیر کسی سے پوچھے ہدایت تمہیں آپ ہی آپ خدا تعالیٰ کے گھر لے جا رہی ہے وہ نہ اِدھر منہ موڑے گی نہ اُدھر بلکہ سیدھی خدا تعالیٰ کے گھر لے جائیگی۔ اور جب انسان خدا تعالے کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ ساری بدیوں اور ساری گمراہیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ایک واقعہ کی نسبت شہادت

از مکرم سید وزارت حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سابق پراونشل امیر بہار

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر "اعجاز المسیح" تصنیف فرما رہے تھے میں قادیان دار الامان میں نواب محمد علی خان صاحب مرحوم و مغفور کے کچے مکان کے زیریں حصہ میں مقیم تھا۔ ایک دالان میں عاجز مقیم تھا اور پہلو کے دالان میں مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم امروہی مقیم تھے۔ اور بالائی کوٹھے پر اُس مکان کے مرزا خدا بخش صاحب مرحوم رہتے تھے۔ ایک روز میں مولوی سید محمد احسن صاحب موصوف کے پاس اس کے دالان میں بیٹھا تھا اور وہ پریس سے آیا ہوا "اعجاز المسیح" کے ایک حصہ کا پروف دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے ایک مقام پر وہ بول اُٹھے کہ صلہ کی غلطی معلوم ہوتی ہے اور پھر اُٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس دار المسیح کے زنان خانہ میں خبر کرا کر گئے اور واپس آکر فرمانے لگے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا کہ جو صلہ اللہ تعالے نے مجھے لکھوایا ہے وہ ضرور صحیح ہے آپ عربی لغات کے صلوں کی چھان بین کریں۔ چنانچہ وہ لائبریریوں سے اور اپنے پاس سے بہت سی کتابیں لا کر اور نکال کر دیکھتے رہے۔ دیکھتے دیکھتے یکا یک خوشی کے اظہار کے ساتھ کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا ہی درست ثابت ہوا کیونکہ لغات والوں نے لکھا کہ لفظ زیر بحث کا صلہ مختلف عرب کے قبیلوں میں وہ مستعمل ہے جو وہ سمجھتے تھے مگر قریش میں وہی صلہ مستعمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالے نے لکھوایا ہے میں نے اللہ تعالے کو حاضر و ناظر جان کر مندرجہ بالا واقعہ کی نسبت بیان درج کیا ہے جس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کی تصنیف میں خاص تائید الٰہی شامل حال ہوا کرتی تھی

پس میاں عبد السلام صاحب مرحوم خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی بیٹے نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت یہ کہا ہے کہ "انکے دادا جان کتابیں لکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس پر اپنے دستخط کر دیتے اور اپنے نام سے شائع کر دیتے" یہ سراسر جھوٹ اور لغو و باطل ہے جو مندرجہ بالا واقعہ سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں جو ایک سچی گواہی "حضرت بھائی حضرت عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے قلم سے بدر مورخہ ۱۵ر ستمبر کے صفحہ ۲ پر شائع ہوئی ہے وہ بھی نہایت اہم اور قابل غور ہے۔ اللہ تعالے بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین ثم آمین!!

عاجز سید وزارت حسین بہاری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
ساکن اورین۔ ضلع مونگھیر۔ بہار۔

آج سے ساڑھے گیارہ سال قبل حضرت نواب محمد علی خانصاحب مرحوم پر اللہ تعالے کی طرف سے انکشاف

ذیل میں اصحاب احمد دوم (سوانح حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ) مصنفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے میں سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی ایک روایت درج کی جاتی ہے جو آج سے ساڑھے گیارہ سال قبل کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے یہ روایت مکرم بابو سلامت علی صاحب بھاگلپوری نے ارسال فرمائی ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت نواب محمد علی خانصاحب مرحوم کو آج سے ساڑھے گیارہ سال قبل یہ خبر دیدی تھی کہ جماعت میں منافقین کی طرف سے کوئی اہم سازش کی جائیگی اور ایک فتنہ نمودار ہوگا جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے خلاف خاص طور پر برپا کیا جائے گا۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح یہ خبر آج حیرت انگیز رنگ میں پوری ہو رہی ہے۔ (ادارہ)

روایت یہ ہے "تدفین کے روز حضرت میاں محمد عبد اللہ خان صاحب نے ایک بات سنائی تھی جس کا حضرت نواب صاحب پر انکشاف ہوا تھا سو حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں درج کرتا ہوں فرماتی ہیں

"وفات سے چھ سات روز پہلے کی بات ہے کہ بار بار فرماتے تھے کہ فتنہ کا بہت ڈر ہے کئی سازشیں ہو رہی ہیں بڑا فتنہ ہے حضرت صاحب کو اور (صاحبزادہ مرزا) ناصر (احمد صاحب) کو کہنا چاہیئے کہ انتظام کریں۔ اور پھر جب آنکھ کھلتی اور پھر بیدار ہوتے تو بار بار پوچھتے تھے کہ کیا انہیں اطلاع کر دی ہے۔ "میاں ناصر احمد اور حضرت صاحب کو" ویسے بھی کئی بار بہت زور سے یہی ذکر کرتے تھے گھبرا کر۔"

(از اصحاب احمد حصہ دوم مطبوعہ اگست ۱۹۵۶ء)

بجٹ کو پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال کو ان کے بجٹ لازمی چندہ جات تدریجی بجٹ اور بقایا کی پوزیشن سے ماہوار اطلاع دی جاری ہے۔ اب موجودہ مالی سال کا چھٹا ماہ گذر رہا ہے۔ چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ابھی بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی کی رفتار انتہائی طور پر سست اور غیر تسلی بخش ہے۔ اور بعض جماعتوں میں سالہا سال سے متعدد احباب بقایا دار چلے آرہے ہیں۔ جو باوجود مرکز کی طرف سے براہ راست تحریک کے اپنی حالت پر مصر ہیں۔ اور اپنی مالی ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دے رہے

اگر احباب جماعت اور بالخصوص عہدہ دار پوری توجہ اور کوشش سے کام لیں اور مالی فرائض سے غافل احباب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات سے پوری طرح آگاہ کرتے تو دو باتوں میں سے ایک بات کا فیصلہ ہونا اب تک یقینی ہو جاتا یا تو ایسے احباب اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو کر بقایا کی ادائیگی کر دیتے۔ یا پھر بوجہ انکار کے زیر تعزیر آ سکتے۔ اور جماعت کے دیگر احباب پر اُن کا بُرا نمونہ اثر انداز نہ ہوتا۔

بجٹ کو سو فی صدی پورا کرنے کے متعلق حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کا ایک مختصر ارشاد ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس کے پیش نظر بقایا دار جماعتیں اور افراد اپنا بجٹ سو فی صدی پورا کرنے کی ازحد کوشش کریں گے۔

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے بلکہ خدا پر احسان ہے جو . . . . . . خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالے سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے۔ وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جب خدا تعالے کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالے فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

(ناظر بیت المال قادیان)

میٹرک پاس کلرک کی ضرورت

نظارت ہذا کو ایک میٹرک پاس کلرک کی ضرورت ہے۔ جو اردو میں اچھی طرح خط و کتابت کر سکے۔ صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق ۸۰-۳-۵۰ کے گریڈ میں مبلغ /۵۰ روپے جمع /۱۰ روپے مہنگائی الاؤنس کل مبلغ /۶۰ روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی۔ مرکز میں رہائش کے خواہشمند میٹرک پاس احباب اپنی درخواستیں بمعہ مصدقہ نقل سند میٹرک اپنے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش کے ساتھ جلد از جلد نظارت ہذا میں ارسال فرما دیں۔ صحت کے بارہ میں بھی ڈاکٹری تصدیق درخواست کے ہمراہ ارسال فرما دیں۔ ابتداء میں ۳ ماہ کے لئے عارضی تقرر ہوگا۔ اس کے بعد سروس کمشن کا امتحان پاس کرنا ہوگا۔ کامیابی کی صورت میں مستقل تقرر ہو جائے گا۔ درخواست اپنے ہاتھ سے لکھی جائے۔ تاکہ ہینڈ رائٹنگ کا اندازہ لگایا جا سکے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی مال کو پاکیزہ بنانے کے موجب ہوتی ہے۔

اعلان منسوخی وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کار پرداز نے اپنے فیصلہ ۲۶ / ۱-۱۰-۵۶ کی رو سے بوجہ بقایا زائد از چھ ماہ منسوخ کر دی ہیں۔ اب حضور ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد کے مطابق ان سے کسی قسم کا چندہ نہیں لیا جائے گا۔

۱۔ شیخ محمود الحسن صاحب خانپور ملکی ۹۲۲۶
۲۔ محمد رفیق صاحب دارجیلنگ ۹۳۷۰
۳۔ محمد صدیق صاحب " ۹۳۷۱
۴۔ مظفر الدین صاحب " ۹۴۹۰
۵۔ مولوی فضل کریم صاحب کلکتہ ۴۶۴۶
۶۔ امۃ المجیب صاحبہ بنت مرزا برکت علی صاحب قادیان ۱۲۰۸۶
۷۔ امۃ الکریم صاحبہ بنت " " ۱۲۱۲۴
(بوجہ اخراج از جماعت)
۸۔ صاحب خان صاحب کیرنگ ۸۰۰۵
۹۔ شیخ مطیع الرحمٰن صاحب " ۸۰۰۳
ان کی اپنی درخواست پر منسوخ کی گئیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

رعائت ختم ہوگئی
۲۰ ستمبر گذر گئی اسلئے اب کوئی صاحب ٹیچنگز آف اسلام مفت طلب فرمانے کی تکلیف نہ فرمائیں نئی سکیم کا انتظار فرمائیں
کراچی بکڈپو ۸۲ گولی مار کراچی

MY FAITH یعنی میرا مذہب
مصنفہ چودہری ظفر اللہ خاں صاحب پاکٹ سائز۔ آرٹ پیپر۔ لکھائی چھپائی عمدہ دیدہ زیب مطبوعہ امریکہ فوٹو اور دستخط ایک تاریخی یادگار ہیں۔ ملنے کا پتہ
کراچی بک ڈپو ۸۲ گولی مار کراچی

خوشخبری
"شیطان کا نفرنس" احمدیہ تبلیغی ناول نہایت دیدہ زیب صورت میں آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لئے شائع ہو کر بالکل تیار ہے۔ خود منگوا کر پڑھیے۔ اور اپنے غیر احمدی حلقہ احباب میں تقسیم کیجیے۔ قیمت صرف ۸ آنے
ناشران
اسلم سنز قادیان
آپ یہ کتاب مندرجہ ذیل پتہ جات سے بھی منگوا سکتے ہیں
عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن۔ عبدالعظیم تاجر کتب قادیان۔ اسلم سنز ربوہ (پاکستان)

اسلام احمدیت
اور
دوسرے مذاہب کے متعلق
سوال اور جواب
انگریزی میں
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

۸۰ صفحہ رسالہ
مقصد زندگی
و
احکام ربانی
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر معززین کے پیغامات

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۱۲ار - ۱۳ار - ۱۴ار اکتوبر ۱۹۵۶ء کے موقع پر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے بہت سے معززین کو دعوت نامے بھجوائے گئے تھے جن میں سے کئی دوست جو بوجہ مجبوری تشریف نہ لا سکے ان کے معذرت نامے اور پیغام موصول ہوئے۔ بعض پیغامات کا ترجمہ ذیل میں احباب کی آگاہی کے لئے پیش خدمت ہے (ایڈیٹر)

جناب گورنر صاحب اڑیسہ کا پیغام

(۱) جناب گورنر صاحب اڑیسہ نے جلسہ میں شمولیت کے دعوت نامے پر شکریہ ادا کیا ہے اور بوجہ مجبوری جلسہ میں شمولیت نہ کر سکنے کی وجہ سے معذرت کی ہے اور اس بات کی امید ظاہر کی ہے کہ احمدیہ جماعت کا یہ اجتماع فرقہ وارانہ اتحاد کو ترقی دینے کے لئے مؤثر قدم اٹھائے گا۔

جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا پیغام

(۲) جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب نے جلسہ پر دعوت نامے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے طے شدہ پروگرام میں مصروفیت کی وجہ سے جلسہ میں نہ شریک ہو سکنے کی معذرت کی ہے اور مندرجہ ذیل پیغام بھجوایا ہے۔

مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ آپ احمدیہ جماعت کا پینسٹھواں سالانہ جلسہ مورخہ ۱۲ ار ۱۳ ار ۱۴ ار اکتوبر کو قادیان میں منعقد کر رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت محبت۔ سچائی۔ اخوت اور لوگوں میں رواداری کی تعلیم دیتی ہے۔ تمام بڑے بڑے مذاہب کا یہی مطالعہ ہے۔ آؤ ہم سب اسباب کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم ان خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرتے ہوئے امن اور اتحاد سے رہیں صرف اسی طریق سے ہم قوم اور ملک کو ترقی دے سکتے ہیں۔

میں اس مبارک موقعہ پر آپ کو دلی مبارکباد بھیجتا ہوں۔"

"ہندوستان کو آپ کی جماعت پر فخر ہے" (لالہ جگت نرائن)

جناب لالہ جگت نرائن صاحب کا پیغام

(۳) جناب لالہ جگت نرائن صاحب سابق وزیر تعلیم حکومت پنجاب اپنے اردو خط میں لکھتے ہیں:-

"مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہوئی کہ دسہرہ کے موقع پر آپ اپنا ۶۵ واں سالانہ جشن منا رہے ہیں۔ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہوتی اگر میں اس موقعہ پر آپ کے درمیان آ کر آپ کے ساتھیوں کے درشن کر سکتا۔ اور ان کے قیمتی خیالات سے مستفیض ہو سکتا۔ مگر چند ایک مصروفیتوں کی وجہ سے میں حاضر ہونے سے معذور ہوں۔

کبھی وقت تھا جب ہند اور پاکستان میں بٹوارے کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو گئے جب فرقہ پرستی کا بھوت ہندوستان کے عوام پر ایک جنون کی طرح سوار ہو گیا تھا۔ انسان نے حیوان کا روپ دھار لیا تھا۔ ایسے موقع پر نہ صرف آپ کی اور ہماری عزت خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ بلکہ سارے ملک کا مستقبل دھندلا ہو گیا تھا۔ آپ کے بہت سے ساتھی اس وقت اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر دوسرے دیش میں چلے گئے تھے۔ ہندوستان اور اس کے رہنے والوں کے لئے اس سے بڑھ کر شرم کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔ کہ رام۔ کرشن بدھ، گاندھی کے نام لیواؤں کے یہ بھائی اپنے آپ کو اپنے ہی بھائیوں سے خطرہ میں محسوس کریں۔ لیکن باپو کی عظیم قربانی اور پنڈت نہرو جیسے رہنماؤں کی مضبوط لیڈرشپ کے نیچے آج ہم بھٹکے ہوئے راستہ سے واپس آ رہے ہیں۔ آپ کا یہ عظیم جلسہ اس امر کی ضمانت ہے کہ دیش کی فضا کافی حد تک بدل گئی ہے۔ اور دیش واسیوں میں امن۔ سکون۔ ضبط اور پریم کی پرانی بھاؤنا پھر اجاگر ہو رہی ہے۔

احمدیہ فرقہ اگرچہ تعداد میں ہندوستان کے دوسرے مذاہب سے چھوٹا ہے لیکن اس کی عظیم روایات ہیں اور اس کے نام لیواؤں نے دنیا بھر میں شہرت و عزت پائی ہے۔ اس لئے ہندوستان کو آپ پر فخر ہے۔

خدا کرے آپ کا یہ جشن کامیاب رہے اور آپ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے اس ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا ہاتھ بٹائیں۔"

آنریبل جسٹس جے۔ ایل کپور صاحب کا پیغام

(۴) آنریبل مسٹر جسٹس جے۔ ایل۔ کپور جج ہائی کورٹ پنجاب لکھتے ہیں کہ:-

"آپ کے دعوت نامہ کا بہت بہت شکریہ افسوس ہے کہ میں زیادہ مصروفیت کی وجہ سے حاضر جلسہ نہیں ہو سکتا۔"

احمدیہ جماعت کے متعلق عمدہ تاثرات کا اظہار

(۵) سردار گوردیال سنگھ صاحب منسٹر ریاست پٹیالہ سے لکھتے ہیں:-

"جلسہ پر آنے کے لئے دعوت نامہ کا بہت بہت شکریہ میں بہت افسوس کرتا ہوں اور اس کو اپنی بدقسمتی تصور کرتا ہوں کہ میں اس مبارک تقریب میں شریک نہیں ہو سکا جس کے لئے میں اس وقت سے بے تابی سے انتظار کر رہا تھا جب سے میری ملاقات برکات احمد صاحب سے قادیان میں ہوئی تھی۔ میں دسہرہ کی تعطیلات کا پہلے سے پروگرام بنا چکا ہوں میں اس موقعہ پر دعا کرتا ہوں کہ جلسہ پورے طور پر کامیاب ہو۔ میرے پاس ان تاثرات کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں جو میں نے احمدیہ جماعت کے متعلق قائم کئے ہیں۔ اب مجھے ایک سال تک آئندہ جلسہ کے لئے انتظار کرنا پڑے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آئندہ جلسہ میں میں ضرور حاضر ہونگا۔"

"میں احمدیہ جماعت کے اصولوں اور تعلیمات سے بہت متاثر ہوا ہوں"

(۶) مسٹر آر۔ ایس۔ سہدیو امرتسر سے لکھتے ہیں:-

"میں جلسہ کی دعوت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ میں جلسہ میں بوجہ دسہرہ کے تہوار میں مصروفیت کی وجہ سے شامل نہ ہو سکوں گا اور روحانی اور اخلاقی اہمیت کے اس زریں موقع سے محروم رہوں گا۔

میں احمدیہ جماعت کے اصولوں اور عقائد سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ ان سے مجھے یہ تعلیم ملتی ہے کہ کامل انسان کس طرح بنایا جا سکتا ہے

میں جلسہ کی شاندار کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔"

قرآن کریم ترجمہ تحت اللفظ سائز و طرز یسرنا القرآن منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف حاشیہ پر تفسیری نوٹ جلد دیدہ زیب۔ ہدیہ آٹھ روپیہ و دیگر کتب سلسلہ عبدالرحیم درویش محلہ ۲ قادیان سے طلب کریں۔